جلسہ کے انتظامات بڑی وسعت رکھتے ہیں ان کے لئے بڑی تیاری کرنی پڑتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/نومبر ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

الفضل میں یہ اعلان کیا جاچکا ہے کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے جلسہ سالانہ کی تاریخوں کو بدلنا پڑا ہے اور اس سال کا جلسہ سالانہ جس کی تقریروں کے دن ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر تھے ان کی بجائے ۱۰۔۱۱۔۱۲ دسمبر مقرر ہوئے ہیں۔

جلسہ کے جو انتظامات ہیں وہ اپنے اندر بڑی وسعت رکھتے ہیں اور ان کے لئے بڑی تیاری کرنی پڑتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے جلسہ پر آنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے۔ الحمد للہ۔ جہاں تک تیاری کا سوال ہے جن دوستوں پر یہ ذمّہ داری ڈالی گئی ہے میں دعا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی ذمّہ داریوں کو اپنے وقت پر نباہنے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں اس میں کامیابی عطا فرمائے گا۔ جہاں تک اس محدود حلقہ منتظمین کے علاوہ جماعت کا تعلق ہے اور جماعت کے تعاون کا تعلق ہے ان منتظمین سے اس کے متعلق میں بعض باتیں اس وقت دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جن حالات میں سے ہم چند سال سے گذر رہے ہیں ان کے نتیجہ میں ربوہ کے مکانوں کی تعداد اس نسبت سے نہیں بڑھی جس نسبت سے کہ اگر یہ حالات پیدا نہ ہوتے تو بڑھ جاتی لیکن مہمان پہلے کی نسبت زیادہ آنے لگے ہیں اور جو دوست پاکستان میں

ربوہ سے باہر بسنے والے ہیں اور یہاں جلسہ پر آتے ہیں مہدی علیہ السلام کے مہمان کی حیثیت سے اور وہ دوست جو بیرونی ممالک سے یہاں تشریف لائے ہیں مہدی علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کے لئے رہائش کا انتظام کرنا اہل ربوہ کا کام ہے صرف منتظمین جلسہ کا کام نہیں ہے کیونکہ منتظمین کو مکانیت کے کچھ حصے تو ایسے ملتے ہیں جو جماعت کے قبضے میں ہیں اور جلسہ کے ایّام میں جماعت ان مکانوں کو خالی کر دیتی ہے اور وہ جلسہ کے مہمانوں کے کام آتے ہیں۔ جماعت کی جو عمارتیں تھیں اور جلسہ پر خالی کی جایا کرتی تھیں ان میں سے ایک بہت بڑا حصہ سکولوں اور کالجوں سے تعلق رکھنے والا تھا جو قومیا لئے گئے اور اب وہ جماعت کی ملکیت نہیں رہے اور نہ جماعت کے انتظام میں رہے بلکہ انتظام جماعت سے بھی نکل گئے اور ان کی ملکیت بھی جماعت کی بجائے حکومت کی ہوگئی۔ جس طرح ہمارے دوسرے شہری بھائیوں نے حکومت کے اس منصوبہ کو کامیاب کرنے کے لئے اپنے پرائیویٹ ادارے یعنی نجی تعلیمی ادارے قومیائے جانے کے فیصلہ کے بعد حکومت کے سپرد کئے اسی طرح ہم نے بھی اپنے تعلیمی ادارے حکومت کو دے دیئے اس وقت کچھ لوگوں نے برا بھی منایا کچھ لوگوں کی طبیعت میں انقباض بھی پیدا ہوا لیکن انہوں نے اپنے تعلیمی ادارے حکومت کے سپرد کئے جب کہ جماعت احمدیہ نے خوشی اور بشاشت سے تعلیمی ادارے اور ان کی عمارتیں جن کی مالیت (میں صرف ربوہ کے تعلیمی اداروں کی بات کر رہا ہوں) کروڑوں روپے کی ہے وہ حکومت کے سپرد کر دیئے کیونکہ جماعت احمدیہ کی تعلیمی میدان میں ہمیشہ ہی یہ پالیسی رہی ہے کہ جماعت نے جو سکول اور کالجز کھولے وہ قوم کی خدمت کے لئے تھے اور ایسے بھائیوں کی تعلیمی خدمت کے لئے تھے جو تعلیم میں پیچھے تھے۔ غرض تعلیمی ادارے قومی خدمت کے لئے کھولے گئے تھے اس کے علاوہ ان کی اَور کوئی غرض نہیں تھی۔

میں ایک لمبا عرصہ تعلیم الاسلام کالج کا پرنسپل رہا ہوں۔ مجھے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی یہ تاکیدی نصیحت تھی کہ ہم نے کالج تبلیغی اغراض کے لئے جاری نہیں کیا بلکہ قوم کی خدمت کے لئے جاری کیا ہے اس لئے اس کی اصل غرض کو مدنظر رکھ کر جس حد تک ممکن ہو ان لوگوں کی بھی خدمت کرو جن کا تعلق عقیدہ کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کے ساتھ نہیں۔ چنانچہ ہر عقیدہ اور

ہر خیال کے نوجوان بچے ہمارے کالج میں پڑھتے رہے ہیں کالج سے وظیفہ لے کر۔ اور کبھی اُن پر کسی قسم کا ہلکا سا بھی مذہبی لحاظ سے دباؤ نہیں ڈالا گیا بلکہ ۱۹۵۳ء میں کچھ نوجوان ایسے تھے جن کو کالج ہر قسم کی سہولتیں دے رہا تھا لیکن جو آگ اُس وقت لاہور میں لگی ہوئی تھی (تعلیم الاسلام کالج اس وقت لاہور میں تھا) اس میں بھی وہ شامل ہو جاتے تھے۔ جب میرے پاس ان کی شکایت پہنچی تو شکایت کرنے والے کو بڑا غصہ تھا میں نے اسے کہا دیکھو! یہ کالج اس لئے تو نہیں کھولا گیا کہ جماعت کی اس سے تبلیغ کی جائے گی یہ کالج قوم کی تعلیمی اغراض کے لئے کھولا گیا ہے۔ جن لڑکوں کی تم شکایت کر رہے ہو ان کو ہم مالی سہولتیں اس لئے دے رہے ہیں ایک یہ کہ وہ تعلیم میں اچھے ہیں اور دوسرے یہ کہ مالی لحاظ سے وہ غریب ہیں اور اپنے وسائل سے اور اپنے پیسے سے وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے اس لئے ہم ان کو وظیفہ دیتے ہیں۔ دراصل شکایت کرنے والے کا مطالبہ یہ تھا کہ ان کا وظیفہ اور دیگر سہولتیں بند کر دی جائیں۔ میں نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر تم یہ کہو کہ یہ تعلیم میں کمزور ہو گئے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہ کمزور نہیں تو پھر تو کوئی بات ہے۔ ہاں اگر تم یہ کہو کہ یہ بڑے امیر ہو گئے ہیں اور اب ان کو پیسے کی ضرورت نہیں تو پھر تو سوچنے کی بات ہے لیکن جن وجوہات پر ان کو سہولتیں دی گئی تھی اگر وہ وجوہ اسی طرح قائم ہیں تو آج ان کو دی گئی سہولتیں چھینی نہیں جا سکتیں۔ پھر میں نے ان لڑکوں کو بلایا اور کہا دیکھو! جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تم میرے سامنے جواب دہ نہیں ہو اس لئے جو بھی تمہارا عقیدہ ہے اور تمہارے نزدیک جو بھی اس کا تقاضا ہے اگر تم اس کو پورا کرتے ہو تو میں اس میں حائل نہیں ہوں گا کیونکہ تم میرے سامنے جواب دہ نہیں ہو۔ صرف اتنی نصیحت ضرور کروں گا کہ جس اللہ کے سامنے تم جواب دہ ہو اس کے سامنے جواب دہی کے لئے تیار ہو کر کام کیا کرو اور خدا تعالیٰ کو بھولا نہ کرو لیکن چونکہ تم ہوسٹل میں رہتے ہو اس لئے جہاں تک کالج کے قوانین کا سوال ہے تم میرے سامنے جوابدہ ہو۔ کالج کا قانون کہتا ہے کہ فلاں وقت کے بعد ہوسٹل سے غیر حاضر نہ رہو اس لئے تم غیر حاضر نہ رہا کرو۔ تاہم اس سے پہلے تم جو کچھ کر چکے ہو میں اس کی باز پرس نہیں کرتا لیکن آج کے بعد تم ہوسٹل کے قوانین کی پابندی کرو گے لیکن جہاں تک تمہارے عقائد یا تمہارے نزدیک ان کے تقاضوں کا تعلق ہے جو کام تم صحیح سمجھتے ہو وہ کرو۔ کالج تمہارے اوپر

کوئی پابندی نہیں لگائے گا۔ انسان فطرتاً شریف ہے اسی لئے اسے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔ خیر وہ تو ایک ہنگامہ تھا اور گزر گیا۔ بعد میں مجھے بہت خوشی محسوس ہوتی تھی یہ دیکھ کر کہ پچاس سو گز سے بھی ان کی نظر مجھ پر پڑ جاتی تھی تو ان کی گردنیں جھک جاتی تھیں کیونکہ ان کی فطری شرافت جو عارضی طور پر دبی ہوئی تھی اُبھر آئی تھی۔

پس چونکہ ہمارے تعلیمی ادارے قوم کی خدمت کے لئے تھے اگر قوم نے یہ منصوبہ بنایا ہے اور حکومت یہ سمجھتی ہے ان کو قومیا لیا جائے تو قوم کی زیادہ خدمت ہوسکتی ہے یہ ان کا منصوبہ اور ان کا خیال تھا میں کسی سیاسی بحث میں نہیں پڑوں گا کیونکہ میں سیاست دان نہیں ہر آدمی سمجھتا ہے۔ چنانچہ جب تعلیمی اداروں کے قومیائے جانے کا فیصلہ ہوا تو ہم نے کہا ٹھیک ہے ہم نے قوم کی خدمت کرنی تھی تم سمجھتے ہو اس طرح بہتر خدمت کر سکتے ہو تو لے لو لیکن کروڑوں کی جو جائیداد حکومت کو مسکراتے چہروں اور بشاش دل کے ساتھ ہم نے پیش کر دی قوم کی خدمت کے لئے اگر اس کے چند دنوں کے استعمال کی اُسی جماعت کو ضرورت پڑ جائے جنہوں نے ان پر پیسے خرچ کئے تو ایسی صورت میں اگر بعض مقامی افسروں کے دلوں میں یہ انقباض پیدا ہو کہ تعلیمی ادارے جماعت کے استعمال میں نہیں آنے چاہئیں تو ان افسروں کو میں یہ کہوں گا کہ گردنیں جھکاؤ اور اپنے دل میں جھانکو اور غور کرو کہ تمہارا یہ انقباض کس حد تک درست ہے۔

جلسہ سالانہ پر تعلیمی اداروں کی عمارتیں ہمیں اگر مل بھی جائیں تب بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ خدا کے فضل سے اتنے مہمان آئیں گے کہ پچھلے سال کی نسبت گنجائش کم ہوگی اور مہمان رہائش کے لحاظ سے تنگی محسوس کریں گے۔ باہر سے آنے والے دوست تکلیف تو پہلے سے زیادہ برداشت کر لیں گے خوشی سے اور ہنستے ہوئے اور بشاشت کے ساتھ اور الحمد للہ پڑھتے ہوئے پہلے سے تنگ جگہ میں گزارہ کر لیں گے لیکن جہاں تک ہمارا سوال ہے جہاں تک اہل ربوہ کا سوال ہے وہ یہ نہیں کہ باہر سے آنے والوں نے خدا کی راہ میں قربانی دی اور خدا کی توحید کی باتیں سننے کے لئے اور قرآن کریم کی تعلیم جو اُن کے سامنے جلسہ سالانہ پر پیش کی جاتی ہے اس کی خاطر انہوں نے تنگ جگہوں پر گزارہ کر لیا۔ اہل ربوہ کے لئے یہ بات سوچنے کی نہیں، اہل ربوہ کے لئے جو بات سوچنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اہل ربوہ نے ان کے

آرام اور سہولت کے لئے کیا قربانیاں دینی ہیں۔ اس لئے میں اپنے بھائیوں سے جو ربوہ میں بسنے والے ہیں یہ کہوں گا کہ شوق اور بشاشت کے ساتھ پہلے سے زیادہ تعداد میں اپنے گھروں کے حصے جلسہ سالانہ کے انتظام کو دیں۔

میں نے پہلے جب بھی تحریک کی ہے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ میرے علم میں بہرحال ایسا کوئی گھرانہ نہیں جو اپنے ہاں مہمان ٹھہرانے سے انکار کرتا ہو۔ لیکن چونکہ الٰہی سلسلہ میں منافق بھی ہوتے ہیں ہوسکتا ہے یہاں بھی ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں منافق کے ایمان کا گو ایک حصہ مفلوج ہے لیکن کچھ حصہ ایمان والا بھی ہے۔ چاہے وہ بعض دفعہ دکھاوے کے لئے، ریا کے لئے ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ تو کرتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ شاید ایک گھرانہ بھی ایسا نہیں ہوگا کہ جس نے اپنے ہاں مہمان ٹھہرانے سے انکار کر دیا ہو۔ ان کے اپنے عزیز آتے ہیں رشتے دار آتے ہیں دوست آتے ہیں دوستوں کے دوست آتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے لوگ آ جاتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ انہیں کچھ فائدہ پہنچ جائے گا اُن کو وہ اپنے ہاں ٹھہراتے ہیں لیکن اس کے باوجود جن لوگوں کی واقفیت یہاں نہیں ہے ویسے تو ہم سب بھائی بھائی ہیں لیکن وہ لوگ جو اپنے بھائیوں سے ذاتی تعارف نہیں رکھتے اور یہاں اپنا انتظام نہیں کر سکتے اور نظامِ جلسہ ان کا انتظام کرتا ہے ان کے لئے اگر آپ اپنے مکانوں کا کوئی حصہ خواہ ایک کوٹھڑی ہی کیوں نہ ہو ضرور دے دیں۔

میں نے پہلے بھی بتایا تھا ایک دفعہ جب میں افسر جلسہ سالانہ تھا ایک لکھ پتی دوست جو ذرا دیر سے جلسہ پر پہنچے تھے اور اچانک میری نظر ان پر پڑ گئی تھی، اُن کو میں نے ایک چھوٹے سے غسل خانے میں ٹھہرایا تو وہ اتنے خوش ہوئے اس غسل خانہ نما کوٹھڑی کو لے کر کہ گویا ان کو دنیا و جہان کے خزانے مل گئے ہیں۔ جلسہ سالانہ پر ان کو دنیا و جہان کے خزانے نہیں ملنے تھے جو ظاہری اور مادی دولت ہے یہ لینے کے لئے تو وہ یہاں نہیں آئے تھے۔ یہ تو ربوہ سے باہر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فراوانی پیدا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت دے رکھی تھی لیکن وہ دراصل روحانی خزائن لینے کے لئے یہاں آئے تھے اور وہ ان کو ملے۔

غرض انہوں نے ایک تھوڑی جگہ میں زمین پر کسیر بچھا کر رہنا گوارا کرلیا اور بڑے خوش

ہوئے۔ ایسا تو اب بھی کریں گے لیکن اہل ربوہ سے میں یہ کہوں گا کہ اگر ان کے پاس اَور کچھ نہیں تو ایک کوٹھڑی ہی دے دو لیکن دو ضرور۔

میں امریکہ کا دورہ کر کے آیا ہوں وہاں سے جلسہ سالانہ پر جو وفود آتے ہیں اس سلسلہ میں بعض باتیں مجھے بتائی گئیں۔ بعض کی اصلاح کی ضرورت تھی ان کے متعلق میں نے بات کی۔ میں نے ان سے کہا کہ تم اگر ہزاروں کی تعداد میں آؤ تب بھی تم ہمارے سینوں کو وسیع پاؤ گے۔ ہم تمہاری میزبانی کریں گے ہم تمہارا خیال رکھیں گے۔ جن چیزوں کی تمہیں عادت ہے ہم اس میں تمہیں سہولت پہنچانے کی کوشش کریں گے لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ ہم نہیں کر سکیں گے اور تم بھی خوش ہو گے مثلاً اب ہم تمہیں چارپائی دیتے ہیں لیکن جب تم کثرت سے آؤ گے تو ہم تمہیں کہیں گے کہ دوسرے احمدیوں کی طرح زمین پر کسیر بچھا کر تم بھی لیٹو تو تم بھی لیٹو گے اور خوشی سے لیٹو گے اور شکر کرو گے واپس جا کر کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی باتیں سننے کی خاطر خدا نے ہمیں یہ چھوٹی سی تکلیف برداشت کرنے کی توفیق دے دی لیکن بعض اَور چیزیں بڑی ضروری ہیں ان کی طرف توجہ کرو۔ آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں وہ ان کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے بعض چیزیں ان کے سامنے رکھنی ضروری تھیں۔ وہ میں نے ان کو بتائیں میں نے ان کو یہ بتایا کہ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم کم تعداد میں آؤ۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ تم جتنے زیادہ سے زیادہ آ سکتے ہو آؤ لیکن جلسہ سالانہ پر حاضری دینے کی نسبت بعض ذمّہ داریاں زیادہ اہم ہیں ان کو نظر انداز کر کے جلسہ سالانہ پر نہ آؤ پہلے ان ذمّہ داریوں کو پورا کرو اور پھر جلسہ سالانہ پر آؤ۔ بڑی خوشی سے آؤ اور جتنی زیادہ تعداد میں آنا چاہو آؤ۔ بہرحال میں اہل ربوہ سے یہ امید رکھتا ہوں اور میں اس کا آج اعلان کر رہا ہوں کہ ربوہ کے مکین مہدی علیہ السلام کے مہمانوں کے لئے اپنے مکانوں کا کوئی نہ کوئی حصہ چھوٹا ہو یا بڑا جو بھی خالی کر سکیں وہ جلسہ سالانہ کے نظام کو دیں۔

دوسری بات میں ربوہ سے باہر رہنے والے احمدی دوستوں اور جماعتوں سے کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مہمانوں کی تعداد جن میں بیرون ملک کے دوست بھی شامل ہیں ہر سال بڑھ رہی ہے اور جو رضا کار جلسہ سالانہ پر کام کرتے ہیں وہ اس نسبت سے نہیں بڑھ رہے جس

نسبت سے مہمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ مثلاً ابھی پچھلے چند سالوں میں ۶۰۔۷۰ ہزار سے سوا لاکھ تک تعداد پہنچ گئی ہے۔ اس طرح تعداد کے بڑھنے سے بعض چیزیں میرے مشاہدہ میں آتی ہیں۔ اکثر لوگوں کی نظر میں نہیں آتی ہوں گی۔ اُن کے متعلق میں پھر کسی وقت بات کروں گا لیکن جس تیزی کے ساتھ جلسہ کے مہمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اس تیزی کے ساتھ ہمارے رضا کاروں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ افسر صاحب جلسہ سالانہ نے مجھ سے یہ بات کی ہے کہ ربوہ کے رضا کار اب پورے نظام جلسہ کو سنبھال نہیں سکتے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ احمدی جو ربوہ سے باہر رہتے ہیں ٹوکن کے طور پر بحیثیت جماعت اس انتظام میں شامل ہوں۔ اور وہ احمدی بھی جو پاکستان سے باہر رہتے ہیں اور یہاں وفود کی شکل میں آتے ہیں وہ رضا کارانہ طور پر کام کریں لیکن تنظیم کے ماتحت یعنی ان کا اپنے آپ کو پیش کرنا رضا کارانہ ہوگا اور جب ان کی فہرست یہاں پہنچے گی تو وہ ایک نظام کے ماتحت ہوگی مثلاً کراچی کے نوجوان رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات جلسہ کے کام کے لئے پیش کریں لیکن کراچی کی جماعت احمدیہ (میں انصار کو نہیں کہہ رہا اور نہ خدام سے کہہ رہا ہوں) ان رضا کاروں کی فہرست مرکز میں بھجوائے گی۔ وہاں کے رضا کار جماعت احمدیہ کراچی کو اپنے نام لکھوائیں گے اور جماعت احمدیہ کراچی ہمارے پاس ان کے نام بھیجے گی۔ ہمیں زیادہ رضا کاروں کی ضرورت نہیں۔ تھوڑے سے رضا کار چاہئیں۔ کوئی چار پانچ سو کے درمیان رضا کاروں کی ضرورت ہے جو باہر سے آئیں گے اور ان کے حالات کے مطابق یہاں کے منتظمین اُن کی ڈیوٹیاں لگائیں گے۔ ایک ہدایت میں نے کی ہے ضرور اور وہ یہ کہ اگر کھانا کھلانے کی ڈیوٹی ان کو دینی ہو تو سیالکوٹ کے جو رضا کار ہوں گے ان کی ڈیوٹی سیالکوٹ کی جماعتوں پر نہ لگائی جائے بلکہ سرگودھا کی جماعت پر لگائی جائے یا جھنگ کی جماعت پر لگائی جائے یا لائلپور کی جماعتوں کو کھانا کھلانے پر لگائی جائے۔ اس طرح ان کی واقفیت اور تعارف اور تعلقات بڑھیں گے۔ میل ملاقات زیادہ ہوگی اور یہ بھی ہم ان سے ایک فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ تو تفصیل ہے اور اس میں جانے کی اس وقت ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اہل ربوہ سے ایک اپیل کی ہے یا یوں کہو کہ ان کی طرف سے اعلان بھی کر دیا ہے کہ اہل ربوہ پچھلے سال کی نسبت زیادہ مکانیّت مہیا

کریں۔ چھوٹے کمرے ہوں یا بڑے کمرے جس طرح بھی ہوں وہ جلسہ سالانہ کے نظام کو پیش کریں اور پاکستان کی جماعتوں سے بھی اور بیرون پاکستان کی جماعتوں سے بھی نمائندگی کے طور پر رضا کار چاہئیں تا کہ وہ بھی اس کوشش میں شامل ہو جائیں۔ تھوڑی سی تعداد ہے۔ پانچ سو سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں ساڑھے چار سو کے لگ بھگ مل جائیں تو گزارہ ہو جائے گا لیکن اس کی اطلاع افسر صاحب جلسہ سالانہ کو ۲۵ نومبر سے پہلے مل جانی چاہیئے تا کہ انہوں نے رضا کاروں کی ڈیوٹیوں کا جو نقشہ بنانا ہے اس میں دیر نہ ہو۔

تیسری بات کا تعلق ساری دنیا کے احمدیوں سے ہے اور وہ یہ کہ کہنے والوں کی طرف سے کہا گیا ہے کہ سہولت کے پیش نظر جلسہ سالانہ کی تاریخیں بدل دیں۔ ہم آنکھیں بند کر کے نہیں بلکہ تعاون کی نیت سے اور اس لئے کہ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو ہم نے آرام کے ساتھ اپنے جلسہ سالانہ کی تاریخیں بدل دیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے آنکھیں بند کر کے تاریخیں نہیں بدلیں۔ مجھے علم تھا کہ تاریخوں کی اس تبدیلی کے نتیجہ میں جماعت کو جو جلسہ سالانہ پر آتی ہے یا جماعت کو جو یہاں میزبانی کے فرائض انجام دیتی ہے بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پس ہم نے جانتے بوجھتے ہوئے اور خدا تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے تاریخیں بدل دیں تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ان کی سہولت کا خیال نہیں رکھا گیا اور یہ کہ ہم اپنے رب کے حضور جھکیں اور کہیں کہ تیرے بعض بندوں کی ان کی سمجھ کے مطابق ان کو سہولت پہنچنی تھی ہم نے یہ خیال رکھا۔ اب اے خدا! تو ہمارا خیال رکھ اور ہماری مشکلات کو دور فرما۔

جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر کی تاریخیں مقرر ہوتیں ہیں اور ہر احمدی کو ذہنی طور پر سارے سال تیاری کرنی پڑتی ہے مثلاً جب میں گیا ہوں دورے پر اور ۲۵ جولائی کو میں امریکہ پہنچا ہوں تو اس وقت مجھے یہ بتایا گیا کہ بہت سے دوست جلسہ سالانہ پر جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اسی طرح انگلستان کی جماعت ہے وہاں کے دوستوں نے اپنی سیٹیں بک کروائی ہیں بعض دوست اجتماعی طور پر گروپ کی صورت میں سفر کرنے والے ہیں کیونکہ اس طرح ان کو کچھ سہولتیں مل جاتی ہیں۔ اس کے لئے ہوائی کمپنیوں کے ذریعہ بہت سارے انتظامات کرنے پڑتے ہیں مثلاً ابھی جلسہ سالانہ کی تاریخیں بدلے جانے کی وہاں اطلاع نہیں تھی تو

وہاں سے خط آئے بعض لوگوں نے مشورے لئے کہ آپ مشورہ دیں کہ اس صورت میں ہم آجائیں کیونکہ ابھی سے ان کو سیٹیں بُک کروانی پڑیں گی ورنہ ۲۶ دسمبر تک پہنچنے کے لئے جگہ نہیں ملے گی۔ حالانکہ ابھی تو ان کو ۱۰ دسمبر کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ بعض کو سہولت بھی ہو جائے گی اور بعض کے رستے میں روکیں بھی پیدا ہوں گی مثلاً ہمارا طالب علم ہے ہو سکتا ہے کہ ان دنوں بعض امتحانات ہو رہے ہوں سارے طلباء کے امتحانات تو نہیں ہو رہے ہوں گے یہ تو مجھے پتہ ہے لیکن بعض کے امتحانات ہو رہے ہوں گے، ان کے لئے جلسہ سالانہ پر شامل ہونا مشکل ہوگا۔ مثلاً لاہور کا ایک خاندان جس کا کوئی بچہ امتحان دینے والا ہے تو گھر کا کوئی بڑا ان بچوں کی سہولت کی خاطر کہ وقت پر ان کو کھانا ملے۔ ان کو آرام پہنچے تاکہ توجہ اور دلجمعی کے ساتھ تیاری کر سکیں اور امتحان میں شامل ہوں وہاں اس کو ٹھہرنا پڑے گا۔ ایسی ہزار مشکلیں ذہن میں آتی ہیں لیکن میں اس وقت جماعت سے کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ایک یا دس یا سو نہیں اگر ایک ہزار مشکلیں بھی تمہاری راہ میں حائل ہوں تو ساری مشکلوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اور ساری روکوں کو پھلانگتے ہوئے اور دوڑتے ہوئے اپنے جلسہ سالانہ کی طرف آؤ کیونکہ اس جلسہ کے ساتھ بہت سی برکات وابستہ ہیں اس جلسہ کے ساتھ بہت سی ایسی برکات وابستہ ہیں جن کا تعلق آپ کی ذات سے ہے، ایسی برکات وابستہ ہیں جن کا تعلق آپ کے خاندانوں سے ہے، ایسی برکات وابستہ ہیں جن کا تعلق آپ کے علاقوں سے ہے اور ایسی برکات وابستہ ہیں جن کا تعلق آپ کے ملک سے ہے۔ پس دنیا میں جہاں جہاں بھی احمدی ہیں اور جن جن تک میری یہ آواز انشاء اللہ پہنچے گی ان کو میں یہ کہتا ہوں کہ جو تکلیفیں ہیں اور جو مجبوریاں ہیں ان کو نظرانداز کرو اور جو مسائل ہیں ان کو حل کرو اور جو روکیں ہیں ان کو پھلانگو اور دوڑتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سننے کے لئے اور مہدی علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پہلے سے زیادہ تعداد میں ربوہ پہنچو اور انشاء اللہ زیادہ پہنچو گے جیسا کہ بعض خوابوں میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی اس کی فکر کرو۔ ایک خواب میں کہا گیا کہ جلسہ سالانہ کے منتظمین کو تیاری زیادہ آدمیوں کے لئے کرنی چاہئے اور بعض اور اسی طرح کی خوابیں ہیں لیکن بہرحال یہ جماعت خدا تعالیٰ کی جماعت ہے۔ اس

جماعت نے اعلان یہ کیا ہے کہ ہماری زندگی اور ہماری موت اپنے رب کریم کے لئے ہے۔ اس جماعت نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہمارا سب کچھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے اس جماعت نے دنیا کے گوشے گوشے میں یہ آواز بلند کی ہے کہ وہ اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ پس غلبۂ اسلام کے لئے جو تیاری ہے اس کا ایک بڑا حصہ تربیتی اور علمی لحاظ سے جلسہ سالانہ میں شمولیت ہے۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ سے یہ کہتا ہوں کہ جو عہد تم نے اپنے دل میں اپنے خدا سے باندھے اور جو عہد تم نے اپنے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھے جس کے بنی نوع انسان پر بے شمار احسان ہیں اور آپ بھی چونکہ نوع انسانی کا ایک حصہ ہیں اس لئے آپ پر بھی بے انتہا احسان ہیں۔ اس محسن اعظم سے جو عہد باندھے ہیں اور اس سلسلہ میں جو اور عہد آپ نے باندھے ہیں اُن کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کی مخالف جو حرکتیں ہیں اُن کو بتا دیں کہ چھوٹی چھوٹی باتیں مثلاً جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا دس پندرہ دن اِدھر اُدھر ہو جانا یہ ہمارے راستے میں روکیں نہیں بنا کرتیں کیونکہ ایک بہت بڑا اور عظیم مقصد ہمارے سامنے ہے۔ دراصل اس وقت جو ہمارا مقصد ہے اس سے بڑا مقصد نوع انسانی کے سامنے کبھی نہیں رکھا گیا چنانچہ پہلوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ساری دُنیا میں اسلام کے غالب آنے کا زمانہ مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ غلبہ اسلام ہوگا تو خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے۔ ہوگا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں، ہوگا تو اسلام کی تعلیم کے حُسن اور نور کی وجہ سے لیکن تدبیر کی اس دُنیا میں انسان کو بعض تدابیر کے لئے اللہ تعالیٰ مقرر کرتا ہے چنانچہ اُس نے جماعت احمدیہ کو اس تدبیر کے لئے پیدا کیا اور تبلیغ اسلام کے لئے کھڑا کیا اور فرمایا اُٹھو اور ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہوئے دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کو پھیلاؤ اور اس تربیت کے لئے اور ان علوم کو سیکھنے کے لئے جو ہمارے مقصد کے حصول میں ممد و معاون ہیں ہم جلسہ سالانہ میں شریک ہوتے ہیں۔ جماعت ان روکوں کی کیا پرواہ کرتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ روکیں دور ہوں گی مگر تم اپنے وجودوں میں خدا کی قدرت کا خدا سے ایک نشان مانگو یعنی خدا کی یہ قدرت کہ وہ جماعت کو یہ توفیق دے کہ وہ تمام روکوں کے باوجود خدا کی راہ میں اپنے ایثار اور وفا کا زیادہ شاندار مظاہرہ کرے۔ ہم عاجز بندوں کی وفا اور ایثار کو قبول کرتے ہوئے اپنی

قدرت کاملہ سے اپنی شان کے مطابق وہ نتائج نکالے جن کا اُس نے نوع انسانی سے اس زمانے میں وعدہ کیا ہے خدا کرے وہ وعدے ہماری آنکھوں کے سامنے پورے ہوں اور ہم دیکھ لیں کہ سچ مچ دُنیا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پہچان لیا اور توحید باری پر قائم ہوگئی ہے۔اے خدا تو ایسا ہی کر۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)